دسواں مسئلہ

تصرفاتِ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام

کتاب و سنت کی روشنی میں

قادر مطلق جلّ وعلا نے اپنے محبوب و مقرب بندوں - انبیا، اولیا، شہدا - کو بہت کچھ تصرفات کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ مثلاً:

- بیماروں کو شفا دینا
- نابینا کو بینائیِ چشم عطا کرنا
- فریاد کرنے والوں کی امداد کرنا
- مشکلات سے دوچار مجبوروں کی دستگیری کرنا
- فتح و شکست دینا
- مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ، وغیرہ۔

مگر فرقۂ وہابیہ قادر مطلق کے اذن و عطا سے بھی انبیا و اولیا کے لیے اس طرح کے تصرفات ماننے کو شرک کہتا ہے۔

دلائلِ اہلِ سنت

قرآن حکیم کی کثیر آیات اور بے شمار احادیثِ نبویہ سے انبیا و اولیا کے لیے بِاِذن اللہ عالم میں تصرفات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ ہم یہاں صرف چند آیات اور احادیث کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں، پھر

واضح کریں گے کہ فرقۂ وہابیہ ان آیات واحادیث سے اعراض کرتا ہے۔

کتاب اللہ سے تصرفات کا ثبوت:

(۱) اللہ عزّوجلّ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خصوصی انعامات یاد دلاتے ہوئے ان کے تصرفات کا ذکر فرماتا ہے، ارشاد ہے:

وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْۚ (۱)

ترجمہ: اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا، پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے اِذن سے

- مٹی کی مورت کو اپنی پھونک سے زندہ پرندہ بنا دیتے۔
- مادر زاد نابینا کو بینائی چشم عطا فرما دیتے۔
- سفید داغ والے کو شفایاب فرما دیتے۔
- مُردوں کو زندہ کر دیتے۔

یہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے عظیم معجزات ہیں جو یقیناً ان کے عظیم تصرفات سے بھی ہیں۔

(۲) بلکہ خود **حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے ان تصرفات کا ذکر کیا ہے،** چناں چہ سورۂ آل عمران میں ہے:

”اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ المائدۃ، : ۵، الآیۃ: ۱۱۰.

فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾"(۱)

ترجمہ: (حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا:) میں تمھارے پاس ایک نشانی لایا ہوں (جو میرے نبی ہونے کی دلیل ہے) تمھارے رب کی طرف سے کہ ● میں تمھارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے ● اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو ● اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے ● اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو ● اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمھارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

(۳) حضرت داؤد علیہ السلام کو جو تصرفات عطا ہوئے، ان کا ذکر ان آیات میں ہے۔

ارشاد ہے:

وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ (۲)

ترجمہ: اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مُسخّر فرما دیے کہ تسبیح کرتے اور پرندے (مُسخّر فرما دیے) اور یہ ہمارے کام تھے۔

(۴) وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا، اے پہاڑو! اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔ اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا۔

(۵) وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ الطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ (۴)

ترجمہ: اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو، بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مُسخّر فرما دیے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے۔ اور پرندے جمع کیے ہوئے، سب اس کے فرماں بردار تھے، اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت

(۱) القرآن الحكيم، سورة آل عمران، :۳، الآية: ۴۹.

(۲) القرآن الحكيم، سورة الأنبياء، : ۲۱، الآية: ۷۹

(۳) القرآن الحكيم، سورة سبا: ۳۴، الآية: ۱۰

(۴) القرآن الحكيم، سورة ص، : ۳۸، الآيات: ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰.

اور قول فیصل دیا۔

ان آیات سے استشہاد یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد-علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلاۃ والسلام-کے لیے

- پہاڑوں کو مُسَخَّر کر دیا۔
- اور پرندوں کو بھی مسخر فرمایا۔
- اور لوہے کو نرم فرمایا۔
- اور آپ کو مضبوط سلطنت عطا فرمائی۔

یہ عالَم کون میں حضرت داوٗد علیہ الصلاۃ والسلام کے کھلے ہوئے تصرفات ہیں جو خدائے قادر و توانا نے آپ کو عطا فرمائے۔

خدائے قدیر نے حضرت داوٗد علیہ الصلاۃ والسلام کی آواز میں اتنی زبردست تاثیر ودیعت فرمادی تھی کہ آپ کی تسبیح سن کر پہاڑ اور پرندے بھی بلند آواز سے تسبیح شروع کر دیتے، اور آپ کے ہاتھ میں خدائے قادر و توانا نے وہ حرارتِ اثر دی تھی کہ لوہا دستِ اقدس میں آتے ہی موم کی طرح نرم ہو جاتا تو یہ اللہ کی عطا سے آپ کی آواز اور ہاتھ کا تصرف ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے جیسے وہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل بتاتا ہے:

"وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ.(۱)

اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ".(۲)

(۲) حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کو قدرت کی طرف سے جو تصرفات عطا ہوئے، ان کا ذکر قرآن پاک اس طرح کرتا ہے:

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ الأنفال: ۸، الآیۃ: ۱۷.
ترجمہ: اے محبوب، وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنز الایمان) ۱۲ منہ

(۲) القرآن الحکیم، سورۃ الأنفال: ۸، الآیۃ: ۲٤.
ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمھیں اُس چیز کے لیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشے گی۔ (کنز الایمان) ۱۲ منہ

عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور سلیمان کے لیے تیز ہوا مُسخّر کر دی کہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔ اور شیطانوں میں سے وہ جو اس کے لیے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم انھیں روکے ہوئے تھے۔

⑦ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ [۲]

ترجمہ: اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی، اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ۔ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ، اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے۔ اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ اس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔

⑧ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ [۳]

ترجمہ: (حضرت سلیمان نے) عرض کیا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو، بے شک تو ہی ہے بڑی دین والا۔ تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم، نرم چلتی جہاں وہ چاہتا۔ اور دیو بس میں کر دیے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

یہ آیات حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان تصرفات کی شاہد ہیں:

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ الأنبیاء: ۲۱، الأیات: ۸۱، ۸۲.

(۲) القرآن الحکیم، سورۃ سَبَا: ۳٤، الأیات: ۱۲، ۱۳.

(۳) القرآن الحکیم، سورۃ ص: ۳۸، الأیات: ۳۵، ۳٦، ۳۷، ۳۸.

- ہوا آپ کے کنٹرول میں ہے جو آپ کے حکم سے مہینوں کے راستے چند ساعتوں میں طے کرتی ہے۔
- جن اور شیاطین آپ کے تابعِ فرمان ہیں، جو آپ کے حکم کے مطابق طرح طرح کے محل بناتے اور دوسرے مشکل کام انجام دیتے ہیں۔
- اور ان میں جو شریر وفتنہ پرور ہیں ان کے پاوں میں بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا ہے۔

۹ حضرت یوسف علیہ السلام کے جو واقعات قرآن مقدس نے بیان کیے ہیں ان میں ایک چشم کشا واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ[1]

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ، اور اسے میرے والد کے منھ پر ڈال دو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ، جب (ان کے بھائیوں کا یہ) قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو یہاں (کنعان میں) ان کے والد نے کہا، بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا ہے۔ بیٹے بولے، خدا کی قسم، آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں، پھر جب خوشی سنانے والا آیا، اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منھ پر ڈال دیا تو اسی وقت ان کی آنکھیں واپس آگئیں (روشن ہوگئیں)۔

ان آیات سے مجموعی طور پر یہ امور معلوم ہوئے:

- حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں (فراقِ یوسف) میں جا چکی تھیں۔
- حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی تھی کہ میرا کُرتا والد ماجد کے چہرے پر ڈال دیا جائے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔
- اور ہوا بھی یہی کہ وہ کُرتا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر پڑتے ہی فوراً آپ کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ یوسف: ۱۲، الأیات: ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶.

نابینا آنکھوں کو اپنے کرتے کے ذریعے بینا وروشن کر دینا بلا شبہہ عظیم تصرف ہے۔

(۱۰) ایک عالمِ کتاب نے تختِ بلقیس حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار میں کیسے حیرت انگیز طریقے سے حاضر کیا، اس کا تذکرہ ان آیات میں ہے:

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﷴ[1]

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے، اس سے پہلے کہ وہ مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت میں حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دوں گا، اس سے پہلے کہ حضور اجلاس برخاست کریں، اور بے شک میں قوت والا، امانت دار ہوں۔ (اور) ”جس کے پاس کتاب کا علم تھا“ اس نے عرض کی کہ میں اسے آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بلقیس شہر سبا کی ملکہ تھی اور اس کا تخت طول میں اسّی گز، عرض میں چالیس گز، سونے، چاندی کا بنا ہوا، جواہرات سے مرصَّع تھا۔ شہر سَبا سے روانگی کے وقت اس نے اپنا تخت سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیے تھے اور ان پر پہرہ دار بھی مقرر کر دیے۔ (ماخوذ از خزائن العرفان)

غرض یہ کہ ”عالمِ کتاب“ نے اللہ کی دی ہوئی طاقت سے ایسے عظیم اور محفوظ تخت کو طویل مسافت کے باوجود پلک جھپکنے سے پہلے بارگاہ سلیمانی میں حاضر کر دیا جو بلا شبہہ اللہ عزوجل کی عطا سے ایک حیرت انگیز تصرف ہے، ایک ”عالمِ کتاب“ مقرب بارگاہِ خداوندی ہو جائے تو اسے تصرف کی ایسی طاقت دی جاتی ہے تو انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان تو بہت ہی اَرفع واعلیٰ ہے۔

(۱۱) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ایک تصرف کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ النمل: ۲۷، الأیات: ۳۸، ۳۹، ۴۰.

عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ (۱)

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو، فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے، (اور) ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔

ڈنڈا مار کر پتھر جیسی سخت اور ٹھوس چیز سے پانی جیسے رقیق کے بارہ چشمے بہا دینا بلا شبہ ایک عظیم تصرف ہے جو ایک پیغمبر جلیل الشان کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ ہاں یہ بھی ایک حقیقت واقعہ ہے کہ یہ سب کچھ باذن اللہ ہوا، اور الحمد للہ ہم اہل حق انبیا و اولیا کے لیے اِذنِ الٰہی سے ہی تصرفات کے قائل ہیں۔

سُنیوں کی تشفی کے لیے ایک تفسیری وضاحت:

تفاسیر میں ہے:

جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا، شدت پیاس کی شکایت کی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو، آپ کے پاس ایک مربّع پتھر تھا، جب پانی کی ضرورت ہوتی آپ اس پر عصا مارتے (اور) اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور یہ سب سیراب ہو جاتے، یہ بڑا معجزہ ہے۔

لیکن سیّد الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انگشت مبارک سے چشمے جاری فرما کر جماعت کثیرہ کو سیراب فرمانا اس سے بہت اعظم و اعلیٰ ہے کہ عضوِ انسانی سے چشمے جاری ہونا پتھر کی نسبت زیادہ تعجب خیز ہے۔ (۲)

(۱۲) فرشتوں کے تصرفات کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے:

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ (۳)

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الأية: ۶۰.

(۲) • لباب التأويل في معاني التنزيل المسمى بـ تفسير الخازن، ج:۱، ص:۴۸، ۴۸، تحت الآية: "وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ"، دار الكتب العلمية، بيروت.

• مدارك التنزيل وحقائق التأويل المعروف بـ تفسير النسفي، ج:۱، ص:۵۰، تحت الآية: "وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ"، أبناء مولوى محمد بن غلام رسول السُورتي، مومبائى.

• خزائن العرفان حاشية كنز الإيمان.

(۳) القرآن الحكيم، سورة النزعٰت: ۷۹، الأيات: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵.

ترجمہ: قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں، اور ان کی جو نرمی سے بند کھولیں، اور ان کی جو آسانی سے پیریں، پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں، پھر کام کی تدبیر کریں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے روحیں بھی قبض کرتے ہیں، اور دنیا کے تمام امور کی تدبیر بھی فرماتے ہیں۔

احادیث سے تصرفات کا ثبوت:

اس باب میں احادیث نبویہ کثرت سے وارد ہیں اور وہ بھی مختلف انواع کی ہیں، مثلاً: • سیّد کائنات ﷺ کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہونا • آپ کے کھانے میں حیرت انگیز طور پر برکت کا ظہور • درختوں کی اطاعت وشہادت • استن حنانہ کا دست شفقت کے اثر سے سکون وقرار پانا • آپ کی ہتھیلی میں سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا • درخت اور پہاڑ کا سلام عرض کرنا • گوہ، بھیڑیا، اور ہرن کا آپ کی رسالت کی خبر وشہادت دینا • نابینا کو بینائی چشم عطا کرنا • ٹوٹے ہوئے عضو اور نکلی ہوئی آنکھ کو بغیر کسی آپریشن کے دستِ رحمت سے ٹھیک کر دینا۔ • قابل رشک قوتِ حافظہ عطا کرنا • زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا تیر بہ ہدف ہونا • زمین اور زمین کے خزانوں کا مالک ومختار ہونا • چاند شق کرنا • اور ڈوبا ہوا سورج لوٹا دینا • جنت عطا فرمانا • شکست خوردہ لشکر کو فتح یاب کرنا۔

اور اس طرح کے کثیر معجزات وتصرفات جو احادیث میں وارد ہیں، ہم اس مختصر میں سب کا احاطہ نہیں کر سکتے اس لیے صرف چند معجزات وتصرفات کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں:

(۱) عَنْ سَلَمَةَ بنِ الأكْوَعِ ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- حُنَيْنًا ... فَوَلَّى صَحَابَةُ رسول الله صلّى الله عليه وسلَّمَ، ... فَلَمَّا غَشُوا رَسُولَ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ **ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الأَرْضِ** ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ. فَمَا خَلَقَ اللهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلاَّ مَلأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ.(۱)

حضرت سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم نے جنگ حنین میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۲، ص:۱۰۱، كتابُ الجهاد والسِّير/ باب غزوة حُنين، مجلس البركات، مبارك فور.

معیت میں جہاد کیا۔ صورت ایسی پیش آئی کہ اصحاب کے قدم اکھڑ گئے جب مشرکین نے حضور اقدس ﷺ کو ہجوم کر کے گھیر لیا، آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے منہ پر مار دی، اور فرمایا: ''چہرے پھر جائیں'' شاهتِ الوجوه۔ ان میں سے ہر ہر فرد کی دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ نے لشکر اَعدا کو ایک مشت خاک کے ذریعہ شکست دی اور مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔ یہ بلا شبہہ خدائے پاک کی دی ہوئی قوت سے کائنات میں عظیم تصرف ہے۔

② رسول اللہ نے دستِ مبارک پھیر کر ٹوٹی ہوئی پنڈلی درست فرما دی:

صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند جوانوں پر مشتمل ایک دستہ حضرت عبد اللہ بن عتیک کی کمان میں ابو رافع یہودی کے پاس بھیجا جو رسول اللہ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، مختصر یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کے محل کے زینے سے اتر رہے تھے کہ گر پڑے اور پنڈلی ٹوٹ گئی، اب آگے کی روداد انھیں کے الفاظ میں سنیئے، فرماتے ہیں:

فَعَصَّبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ... فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي ... فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: «ابْسُطْ رِجْلَكَ» فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ.(۱)

ترجمہ: میں اس کو عمامہ سے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا، پھر حضور اقدس کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کیا، حضور نے فرمایا: پاوں دراز کرو، میں نے دراز کیا، حضور نے اس پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا تو پاوں ایسا ٹھیک ہو گیا جیسے کبھی اس میں کوئی شکایت و تکلیف تھی ہی نہیں۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے دست مبارک پھیر کر ٹوٹی پنڈلی ٹھیک کر دی۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۵۷۷، كتاب المغازي/ باب: . . . أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق، مجلس البركات، مبارك فور.

③ زمین کے خزانوں کی چابیاں رسول اللہ کے اختیار میں:

عن عقبة بن عامر أن رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- خرج يومًا، فصلّى على أهل أُحُد صلاتَه على الميت ثم انصرف إلى المنبر فقال: إنّي فرط لكم و أنا شهيد عليكم و إني والله لأنظر إلى حوضي الآن، و إنّي قد أعطيتُ مفاتيحَ خزائنِ الأرض أو مفاتيحَ الأرض و إنّي والله ما أخاف عليكم أن تُشركوا بعدي و لكنّي أخاف عليكم أن تتنافَسُوا فيها.(۱)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مدینہ شریف سے نکلے اور آسودگانِ اُحُد کی نماز جنازہ پڑھی، پھر منبر پر آئے اور فرمایا میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچا رہوں گا اور میں تمھاری گواہی دوں گا اور بے شک میں اِس وقت بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی یا زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں، اور بے شک مجھے خدا کی قسم یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، لیکن مجھے یہ خطرہ ہے کہ تم لوگ دنیا میں رغبت کرو گے۔

④ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلَّمَ - : «بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا ».(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جوامعَ الکلم (معانی کثیرہ کے جامع اور ممکن حد تک مختصر کلمات) کے ساتھ مبعوث کیا گیا اور خوف و رُعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی، میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور وہ سب میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ ابوہُریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۲، ص: ۲۵۰، كتاب الفضائل/ باب إثباتِ حوضِ نبينا صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ و صفاته، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۹۹، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، مجلس البركات.

گئے اور تم لوگ وہ خزانے اور فتوحات نکال رہے ہو۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور سید عالم ﷺ کے دست اقدس میں ہیں تو آپ کو ان خزانوں میں تصرف کا اختیار بھی ہے۔ کیوں کہ خزانوں کی کنجیاں اسی لیے عطا کی جاتی ہیں کہ ان میں تصرف کیا جائے۔ خود مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ لکھتے ہیں:

”جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے، قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے، جب چاہے تو کھولے، جب چاہے نہ کھولے۔“ (۱)

بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق ممالک فتح ہوئے اور خزانے بھی خوب ملے اور مسلمانوں کی حکومت دنیا کے بڑے حصے پر قائم ہوگئی۔

⑤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ...”وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ... فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں تھے، اسی درمیان نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور یہود سے فرمایا: یقین جانو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔۔۔ پھر یقین جانو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ مالک زمین ہیں۔ ہاں اس حدیث کا سبب نزول خاص ہے مگر اعتبار عمومِ الفاظ کا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کی ملکیت جزیرۃ العرب کی زمینوں کے ساتھ خاص نہ ہوگی، بلکہ عام رہے گی۔

⑥ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ -صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّم- قَالَ: مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.(۳)

---

(۱) تقوية الإيمان، ص: ۸، الفصل الثاني في رد الإشراك في العلم، راشد كمپنی، ديو بند.

(۲) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۴۴۹، كتاب الجهاد/ باب إخراج اليهود، مجلس البركات.

(۳) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۹۵۹، كتاب الرقاق/ باب حفظ اللسان، مجلس البركات.

ترجمہ: جو مجھے اپنی زبان و شرمگاہ کی ضمانت دے (کہ وہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے گا) میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے جنت کے مالک ہیں، یا کم از کم اس میں تصرف کے لیے ماذون و مختار۔

⑦ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب اسلمی کو جنت عطا فرمائی:

حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ -صلى الله تعالى عليه وسلم- فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَقَالَ لِي: « سَلْ ». فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوَغَيْرَ ذَلِكَ ؟». قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ « فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ ».[1]

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، ایک شب میں نے وضو کا پانی اور دوسری ضروریات ـــ مسواک، کنگھی، کپڑا وغیرہ- خدمتِ اقدس میں حاضر کیا، تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "سَلْ" [مانگ لو] میں نے عرض کی کہ "میں جنت میں حضور کی رفاقت مانگتا ہوں (کہ جنت میں حضور کے ساتھ رہوں)۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میرا مقصود یہی ہے۔ حضور نے فرمایا: تب کثرتِ سجود کے ذریعہ میری اعانت کرو۔

زبان رسالت سے نکلا ہوا لفظ "سَلْ" [مانگ لو] مطلق ہے، کیا مانگو، کتنا مانگو، دنیا کی نعمتیں مانگو، یا آخرت کی نعمتیں مانگو، کسی چیز کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے اس لیے اس اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی جو چیز اور جو نعمت چاہو مانگ لو، اور جتنی اور جیسی چاہو مانگ لو، سب عطا ہوگا۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

مطلق کا اطلاق یہی چاہتا ہے، علمائے امت نے بھی یہیں سمجھا اور یہی صراحت فرمائی۔ چناں

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ١، ص: ١٩٣، كتاب الصلاة/ باب فضلِ السجود والحثّ عليه، مجلس البركات، مبارك فور.

چہ فاضل اجل حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباري شرحِ مشکاۃ میں لکھتے ہیں:

وَيُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهِ -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ- الْأَمْرَ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللهَ تَعَالىٰ مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ.(۱)

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے "مانگنے کا حکم مطلق" دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ قدرت بخشی ہے کہ حق جلّ وعلا کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمادیں۔

شیخ شیوخِ علماء الہند، شیخ محقق حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکاۃ میں فرماتے ہیں:

از اطلاقِ سوال کہ فرمود "بخواہ" تخصیص نہ کرد بہ مطلوبے خاص، معلوم می شود کہ کار ہمہ بہ دست ہمت وکرامت اوست ﷺ۔ ہر چہ خواہد، ہر کرا خواہد بہ اذنِ پروردگارِ خود بدہد۔(۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ربیعہ سے مطلقاً فرمایا: "سَلْ" [مانگ لے] کسی مخصوص چیز یا نعمت سے "مانگنے" کو خاص نہ فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے کام حضور سید عالم ﷺ کے دست کرامت میں ہیں جو کچھ چاہیں اور جس کے لیے چاہیں اپنے پروردگار کی اجازت سے دیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

☆ دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں، تمام مرادیں حضور سید کونین ﷺ کے اختیار میں ہیں، اور آپ ہر طرح کی حاجت پوری فرما سکتے ہیں۔

☆ یہاں تک کہ آپ جنت بھی عطا فرما سکتے ہیں اور اپنی جنت میں کسی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیں تو رکھ بھی سکتے ہیں، اسی لیے آپ نے حضرت ربیعہ بن کعب کی درخواست منظور فرمالی۔

تو یہ کائنات میں باذنِ اللہ نبی کریم ﷺ کا اپنے قصد و اختیار سے تصرف ہے۔

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج:۲، ص: ٥٦٧، كتابُ الصلاة/ باب السُّجود وفضله، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲) أشِعّة اللمعات شرح مشكاة، ج: ١، ص:٤٢٥، كتاب الصلاة/ بابُ السجود وفضله، مكتبه حبيبيه پاكستان.

چاند پر تصرف کی احادیث:

کائنات عالم میں حضور سید عالم ﷺ کے تصرف واقتدار کا بیّن ثبوت معجزۂ شق القمر ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کی "سورۃ القمر" میں ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (۱)

ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا اور اگر (مشرکین مکہ) کوئی نشانی دیکھیں تو اس سے منھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے جو چلا آتا ہے۔

صِحاح کی احادیث کثیرہ میں اس معجزے کا بیان ہے ہم یہاں ان میں سے چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

⑧ عَنْ أَنسِ بْنِ مَالِكٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا. (۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انھیں کوئی معجزہ دکھائیں، تو آپ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے (کر) دکھائے، انھوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

دونوں ٹکڑوں کے درمیان سرور کائنات ﷺ نے اتنا زیادہ فاصلہ اس لیے کر دیا تا کہ کسی کو بعد میں فریب نظر کا شبہہ نہ واقع ہو اور اس کا ضمیر پوری طرح مطمئن ہو کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوتِ خداداد سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے، پھر مشرکین کے ایمان کا اور مومنین کے مزید ایقان واذعان کا سبب بنے۔

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة القمر: ٥٤، الأيات: ١، ٢.

(۲) ❀ صحيح البخاري، ج:١، ص:٥٤٦، كتاب بنيان الكعبة/ باب انشقاق القمر، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:٢، ص:٣٧٣، كتاب صفاتِ المنافقين وأحكامهم/ باب انشقاق القمر، مجلس البركات، مبارك فور.

⑨ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلّم- اشْهَدُوا.[۱]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں (اعجاز نبوت سے) چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔"

گواہ بنانے کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ شقِ قمر کا یہ معجزہ رات میں ظاہر ہوا تھا جب لوگ عموماً سو رہے ہوتے ہیں، اور بیدار رہنے والے بھی سب باہر نہیں ہوتے، اور باہر رہنے والے بھی سب کے سب آسمان کی طرف برابر نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے اس لیے دیکھنے والوں کو چاہیے کہ اچھی طرح دیکھ کر گواہ بن جائیں تاکہ بعد میں دوسرے لوگوں کو اس معجزے کی قرار واقعی خبر دے سکیں اور وہ ان کے ایمان کا، یا ایمان میں جلا و استحکام کا سبب بنے۔

⑩ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- فِرْقَتَيْنِ، فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلّم: اشْهَدُوا.[۲]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں (آپ کے اعجاز سے) دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر، اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔

یہ آسمان پر حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز و تصرف کی عظیم نشانی تھی اس لیے آپ نے حکم

---

(۱) ❀ صحيح البخاري، ج:۱، ص:۵۱۳، كتاب المناقب/ باب سوال المشركين أن يُريهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر، مجلس البركات، مبارك فور.
❀ الصحيح لمسلم، ج:۲، ص:۳۷۳، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم/ باب انشقاق القمر، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) ❀ صحيح البخاري، ج:۲، ص:۷۲۱، كتاب التفسير/ باب "وانشق القمر وإن يرد أية يعرضوا"، مجلس البركات، مبارك فور.
❀ الصحيح لمسلم، ج:۲، ص:۳۷۳، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم/ باب انشقاق القمر، مجلس البركات، مبارك فور.

دیا کہ تم لوگ اس کے گواہ ہو جاؤ۔

یا یہ مطلب ہے کہ تم نے دلیل نبوت کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا تو گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ دلیل نبوت کا ظہور شہادتِ نبوت کا مقتضی ہے چناں چہ بارہا ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی معجزے کے ظہور کے وقت خود بھی اپنی رسالت کی شہادت کا اعلان فرمایا، صحیحین میں ایسی متعدّد احادیث ہیں۔

(۱۱) عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا: اشْهَدُوا اشْهَدُوا.(۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ چاند پھٹ گیا اور ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے، چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم لوگ (میرے اس تصرف کے) گواہ بن جاؤ، تم لوگ (میرے اس تصرف کے) گواہ بن جاؤ۔

معجزہ دلیل نبوت ہوتا ہے اس لیے مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے معجزے کا مطالبہ کیا، اور آپ نے اپنی قدرت وتصرف کا حیرت انگیز مظاہرہ فرماتے ہوئے آسمان پر جگمگانے والے چاند کے ہی دو ٹکڑے کر دیے۔ اور نہ صرف یہ کہ دو ٹکڑے کیے، بلکہ ہر ٹکڑے کو الگ الگ اتنا دور کر دیا کہ "حرا" پہاڑ ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں آ گیا۔ یہ آسمان پر تصرف نبوی کی واضح دلیل ہے۔

انشقاق قمر سے متعلق شارح بخاری(۲) کی نفیس تحقیق

نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں احادیثِ شقِ قمر پر اچھی اور جامع بحث کی ہے ہم یہاں افادۂ عام کے لیے اسے نقل کرتے ہیں:

"انشقاق القمر کی حدیث امام بخاری نے تین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم

---

(۱) ❀ صحيح البخاري، ج:۲،ص:۷۲۱، كتاب التفسير/ باب "وانشقّ القمرُ وإن يرو أية يعرضوا"، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۲،ص:۳۷۳، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم/ باب انشقاق القمر.

(۲) شارح بخاری: نائب مفتی اعظم ہند، فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سابق صدر دار الافتاء وناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

أجمعین سے روایت کی ہے: **ایک** حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ **دوسرے** حضرت انس بن مالک۔ **تیسرے** حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان میں سے اخیر کے دو صاحبان اس وقت موجود نہیں تھے۔ حضرت انس مدینہ طیبہ میں تھے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے کہ یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس بعثت نبوی کے ساتویں سال پیدا ہوئے۔ (اکمال)

توبظاہر ان دونوں حضرات سے روایت مروی ہوئی پھر بھی اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ صحابی کی مرسل حدیث متّصل کے حکم میں ہے، اس لیے کہ صحابی نے یا تو اسے کسی صحابی سے سن کر روایت کیا ہے یا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر۔

رہ گئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ اس وقت موجود تھے جیسا کہ مناقب اور تفسیر کی روایات میں تصریح ہے۔

بیہقی نے دلائل میں انھی سے روایت کی ہے کہ میں نے چاند کے ایک ٹکڑے کو اس پہاڑ پر دیکھا ہے جو منیٰ میں تھا اور ہم مکہ میں تھے۔ اس روایت سے مناقب کی ان دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا تھا، اور چاند کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا جو منیٰ میں تھا۔ مکہ معظمہ سے حرا اور منیٰ دونوں پورب جانب ہیں۔ اس لیے یہ روایت اس کے بھی معارض نہیں کہ حرا کو دونوں ٹکڑوں کے بیچ دیکھا۔

ان صحابہ کرام کے علاوہ **حضرت عبد اللہ بن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ معجزہ مروی ہے۔ نیز **حضرت جبیر بن مطعم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو پارہ ہوا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر۔ تو مشرکین نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے۔ ان کے بعض نے بعض سے کہا اگر انھوں نے جادو کر دیا ہے تو استطاعت رکھتے ہیں کہ سب لوگوں پر جادو کر دیں۔

علاوہ ازیں **حضرت علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ **حضرت حذیفہ بن یمان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کے مثل مروی ہے۔ یہ کل سات صحابہ کرام ہوئے۔

ایک شبہہ اور اس کا جواب:

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر چاند کا دو ٹکڑے ہونا صحیح ہوتا تو ایسی عجیب و غریب بات لوگوں سے چھپی نہیں رہتی اور یہ بطریق تواتر منقول ہوتا، نیز اہل نجوم اور تاریخ والے اسے جانتے اور اپنی کتابوں میں اسے ذکر کرتے۔

جواب یہ ہے کہ:

- یہ واقعہ رات میں ہوا، اُس وقت لوگ گھروں میں ہوتے ہیں اور سوئے رہتے ہیں۔
- پھر یہ واقعہ ایک آن کے لیے ہوا تھا۔ اسے وہی شخص دیکھ سکتا تھا جو اس وقت چاند پر نظر رکھتا ہو عام طور پر لوگ رات کو جاگتے بھی ہیں تو اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں، کون ہے جو آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا ہے۔ چاند میں گہن لگتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر وہ معمولی اور تھوڑی دیر رہتا ہے تو اس کو چند ہی لوگ دیکھ پاتے ہیں۔
- علامہ عینی نے نقل فرمایا ہے کہ مکہ والوں نے کہا کہ یہ ابن ابو کبشہ (یعنی سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ) کا جادو ہے۔ سفر کرنے والوں سے پوچھو اگر انھوں نے دیکھا ہو تو سچ ہے، ورنہ جادو ہے۔

جو لوگ سفر میں گئے تھے جب واپس آئے، تو انھوں نے بتایا کہ ہم نے چاند دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہاں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ مکہ معظّمہ میں ہوا، اسے صرف وہی لوگ دیکھ سکتے تھے جو مکہ معظمہ کے آس پاس اُن حدود میں تھے جو مکہ میں چاند کو دیکھ سکیں۔ رہ گئے دور دراز کے لوگ تو وہ اختلاف مطالع کی بنا پر مکہ کے افق پر چمکنے والے چاند کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ بھلا کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔

ایک اور شبہہ کا جواب:

قاضی بیضاوی نے فلاسفہ کی تقلید جامد میں آیت کریمہ "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝"[1] کی تفسیر میں کہا: "ينشق عند مجيء القيامة" یعنی قیامت آنے پر شق ہوگا۔

(۱) القرآن الحكيم، سورة القمر: ٥٤، الآية: ١.

اسے علمانے کئی طرح سے رد کیا ہے:

اولاً: انشق ماضی کا صیغہ ہے، اور نصوص کے ظاہر سے عدول بلا دلیل جائز نہیں۔

ثانیاً: ''اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' اس کی دلیل ہے کہ یہ اعجاز قیامت قائم ہونے سے پہلے ہوگا۔

ثالثاً: آگے فرمایا گیا: '' وَ اِنۡ یَّرَوۡا اٰیَةً یُّعۡرِضُوۡا وَ یَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ﴿۲﴾ ''(۱) اگر یہ لوگ آیت دیکھتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ رہنے والا جادو ہے۔''

ظاہر ہے کہ قیامت کے دن کفار اس قسم کی بات نہیں کہیں گے۔ اس دن تو ان پر حق واضح ہو جائے گا۔

رابعاً: اسے نشانی فرمایا گیا۔ اور نشانی کی ضرورت اسی دنیا میں ہے۔ قیامت کے روز کوئی نشانی طلب کرنے والا نہیں رہے گا۔(۲)

پانی میں تصرف کی احادیث

(۱۲) عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- بِإِنَاءٍ وَهْوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَجَعَلَ المَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ قَالَ: ثَلَاثَ مِأَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِأَةٍ.(۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا، اس وقت آپ مقام زورا پر تھے، آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا، جس سے صحابہ نے وضو کیا۔

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة القمر: ٥٤، الآية: ٢.

(۲) نزهة القاري شرح صحيح البخاري، ج:۷، ص:۷۷، ۷۸، كتاب المناقب/ بابُ انشقاق القمر، رضوی کتاب گھر، دهلی.

(۳) ❀ صحيح البخاري، ج:۱، ص:٥٠٤، كتاب المناقب/ باب علاماتِ النُّبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۲، ص:٢٤٦، كتاب الفضائل/ باب تفضيل نبينا ﷺ على جميع الخلائق، مجلس البركات، مبارك فور.

راوی حدیث حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کتنے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ تین سو تھے یا اس کے قریب۔

(۱۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- وَحَانَتْ صَلاَةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوءُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلَّمَ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلَّمَ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا اور پانی تلاش کرنے پر بھی دست یاب نہ ہو سکا آخر کار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا برتن لا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں، میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا ہے تو لوگ وضو کرنے لگے یہاں تک کہ سب نے وضو کر لیا۔

(۱۴) حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوا يَسِيرُونَ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّؤُونَ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَتَوَضَّؤُوا، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوا فِيمَا يُرِيدُونَ مِنَ الْوُضُوءِ. وَكَانُوا سَبْعِينَ ، أَوْ نَحْوَهُ.(۲)

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص:۵۰٤، كتابُ المناقب/ بابُ علاماتِ النّبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۲،ص:۲٤۵، كتابُ الفضائل/ بابُ تفضيل نبينا ﷺ على جميع الخلائق، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) ❀ صحيح البخاري، ج:۱،ص:۵۰٤، ۵۰۵، كتاب المناقب/ باب علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۲،ص:۲٤۵، كتابُ الفضائل/ بابُ تفضيلِ نبينا ﷺ على جميع الخلائق، مجلس البركات، مبارك فور.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سفر میں نکلے، آپ کے ہمراہ آپ کے اصحاب بھی تھے، دورانِ سفر نماز کا وقت آگیا اور ان کے پاس پانی نہیں تھا جس سے وضو کرتے۔

ایک صحابی ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس سے وضو فرمایا، پھر چاروں انگلیاں اس پیالے پر دراز فرمادیں اور صحابہ سے فرمایا: اٹھو، وضو کرو۔ تو لوگ وضو کرنے لگے، یہاں تک کہ سب کے سب وضو سے فارغ ہوگئے اور یہ حضرات ستر یا اس کے قریب تھے۔

⑮ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ. وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا قُلْتُ: كَمْ كَانُوا، قَالَ: ثَمَانُونَ رَجُلاً.(1)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نماز کا وقت آگیا تو جن لوگوں کا گھر مسجد سے قریب تھا وہ گھر چلے گئے، اور باقی لوگ رہ گئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ نے اس میں اپنی ہتھیلی رکھی تو برتن کے چھوٹا ہونے کے باعث ہتھیلی اس میں پھیل نہ سکی، اس لیے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگلیاں سمیٹ کر برتن میں رکھیں تو (پانی اس کثرت سے اُبلنے لگا کہ) سارے لوگوں نے اس سے وضو کر لیا۔

حضرت حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ یہ لوگ کتنے تھے؟ فرمایا کہ اسّی (۸۰) لوگ تھے۔

⑯ عَنِ الْبَرَاءِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِاْةٍ.

---

(۱) ❀ صحيح البخاري، ج:١، ص: ٥٠٥، كتاب المناقب/ بابُ علاماتِ النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:٢، ص:٢٤٥، كتاب الفضائل/ بابُ تفضيلِ نبينا ﷺ على جميع الخلائق، مجلس البركات، مبارك فور.

وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِينَا وَرَوِيَتْ ، -أَوْ صَدَرَتْ - رَكَائِبُنَا.[1]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام حُدَیبیہ میں قیام کے زمانے میں ہم لوگ چودہ سو افراد تھے، حُدَیبیہ ایک کنواں ہے، اس کا سارا پانی ہم لوگوں نے نکال لیا، اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور پانی مانگا، پھر اس پانی سے کُلی فرما کر اسے کنویں کے اندر ڈال دیا، ہم لوگ کچھ دیر رکے رہے پھر پانی نکال کر پینے لگے یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور ہماری سواریاں بھی پانی پی کر آسودہ ہو گئیں۔

(۱۷) عَنْ عَلقمة، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ: اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاؤُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: ''حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ'' فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے تلمیذ حضرت علقمہ تابعی کو خطاب کر کے) فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے اور تم (گروہ تابعین) ان نشانیوں کو (مشرکین کو) ڈرانے کا واقعہ سمجھتے ہو۔

ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور پانی کی کمی ہو گئی، تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو، تو صحابہ کرام ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال کر فرمایا: ''آجاؤ پاک کرنے والے، برکت والے پانی کے پاس، اور برکت اللہ کی

---

(۱) صحيح البخاري، ج:١،ص: ٥٠٥، كتاب المناقب/ بابُ علاماتِ النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) صحيح البخاري، ج:١،ص: ٥٠٥، كتاب المناقب/ بابُ علاماتِ النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

طرف سے ہے۔" میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابل رہا ہے۔ اور جس وقت کھانا کھایا جاتا ہم لوگ کھانے سے سبحان اللہ کی آواز سنتے۔

(۱۸) صحابیِ رسول حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے، فتح خیبر کے سال مشرف بہ اسلام ہوئے، متعدد غزوات میں شریک ہوئے، آپ حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ انکشاف فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جُنبی ہو گئے جو پانی کے فقدان کی وجہ سے غسل نہ کر سکے اور دوسرے صحابہ پیاسے رہ گئے۔

اب اس کے بعد کا واقعہ انھی صحابیِ رسول کے الفاظ میں سنیے:

فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ، فَدَعَا فُلاَنًا - كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ، نَسِيَهُ عَوْفٌ - وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ: اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ ، أَوْ سَطِيحَتَيْنِ - مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالاَ لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ، قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هَذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا. قَالاَ لَهَا: انْطَلِقِي إِذًا، قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ. قَالاَ: إِلَى رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- قَالَت: الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ، قَالاَ: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيثَ قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ ، أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ - وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا فَسَقَى مَنْ سَقَىٰ (مَن شَاءَ) وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ ، وَكَانَ آخِرَ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: اجْمَعُوا لَهَا، فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا. قَالَ لَهَا: تَعْلَمِينَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا وَلَكِنَّ اللهَ هُوَ الَّذِي أَسْقَانَا. فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوا مَا حَبَسَكِ يَا فُلاَنَةُ قَالَت: الْعَجَبُ لَقِيَنِي رَجُلاَنِ فَذَهَبَا بِي إِلَى هَذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللهِ إِنَّهُ لأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ وَهَذِهِ وَقَالَتْ بِإِصْبَعَيْهَا الْوُسْطَى

وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ - تَعْنِي السَّمَاءَ وَالأَرْضَ أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ حَقًّا. . . فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا: مَا أُرَى أَنَّ هَؤُلاَءِ الْقَوْمَ يَدَعُونَكُمْ عَمَدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الإِسْلاَمِ، فَأَطَاعُوهَا فَدَخَلُوا فِي الإِسْلاَمِ.[1]

ترجمہ: لوگوں نے حضور سے پیاس کی شکایت کی۔ تو حضور وہیں پڑاؤ کے لیے ٹھہر گئے اور "فلاں" کو بلایا، ابورجاء ان کا نام لیتے تھے مگر عوف بھول گئے اور علی کو بھی بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو۔

یہ دونوں چلے تو انھیں ایک عورت ملی جو پانی سے بھری ہوئی دو پکھالوں یا بڑے مشکیزوں کے درمیان اپنے اونٹ پر بیٹھی تھی۔ ان حضرات نے اس عورت سے پوچھا: پانی کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ میں پانی کے پاس کل اسی وقت تھی اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے۔ ان دونوں نے اس سے کہا، ایسا ہے تو چل، اس نے پوچھا: کہاں۔ دونوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں۔ اس نے کہا: وہی جنھیں صابی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں نے کہا: ہاں وہی جنھیں تو سمجھتی ہے انھی کے پاس چل۔ یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسے لائے اور واقعہ بیان کیا۔

راوی کا بیان ہے، اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور نبی کریم ﷺ نے برتن منگایا اور اس میں دونوں پکھالوں یا مشکیزوں کے دہانے سے کچھ پانی انڈیلا اور ان کے منہ باندھ دیے۔ اور اس کے نیچے کا تنگ منہ کھول دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ پانی خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ۔ تو جس کو پینا تھا پیا اور جس نے چاہا جانوروں کو پلایا۔ اور سب کے آخر میں ایک برتن پانی اسے دیا جسے جنابت لاحق ہوگئی تھی اور فرمایا جاؤ اسے اپنے اوپر ڈال لو (نہالو)۔ اور وہ عورت کھڑی وہ سب دیکھتی رہی جو اس کے پانی کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ اور خدا کی قسم جب ان مشکیزوں سے پانی لینا بند کیا گیا تو ہمیں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت زیادہ بھرے ہیں بہ نسبت اس وقت کے جب ان سے پانی لینا شروع کیا گیا تھا۔

---

(۱) ● صحيح البخاري، ج:۱، ص:۴۹، كتاب التَّيمُّم / بابُ الصعيدُ الطَّيّبُ وَضُوءُ المسلم يكفيه مِنَ الماءِ، مجلس البركات، مبارك فور.

● -و ص: ۵۰۴، كتاب المناقب / بابُ عَلَامَاتِ النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

● -والصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲۴۰، كتابُ الصّلاة / بابُ قضاء الصّلاة الفائتة، مجلس البركات، مبارك فور.

اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: اس عورت کے لیے کچھ جمع کرو تو لوگوں نے اس کے لیے عجوہ، آٹا، ستو کھانے کے سامان اکٹھا کر دیا اور ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر دیا اور کھانے کا کپڑا اس کے آگے رکھ دیا۔ اب حضور نے اس سے فرمایا: ہم نے تیرے پانی سے کچھ کم نہ کیا۔ ہاں اللہ ہی وہ ہے جس نے ہمیں پانی پلا دیا۔

اس کے بعد عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی چوں کہ اس کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی تھی تو گھر والوں نے پوچھا اے فلانہ تجھے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا تعجب انگیز بات ہے مجھے دو شخص ملے اور مجھے ان کی خدمت میں لے گئے جنھیں صابی کہا جاتا ہے۔ تو انھوں نے ایسا ایسا کیا۔ خدا کی قسم وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادو گر ہے۔ اور اس نے اپنی بیچ اور کلمے کی انگلیوں سے اشارہ کیا، ان دونوں کو آسمان کی طرف اٹھایا، اس کی مراد زمین اور آسمان تھی۔ یا وہ یقیناً اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ تم کو بالقصد چھوڑ دیتے ہیں تو کیا اب تمھیں اسلام قبول کرنے کی رغبت ہے؟ قوم نے اس کی بات مان لی اور سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

مسلم میں ففرّغ کی جگہ فمَجَّ فِي العزلَاوَ ين العُلْيَاوَ ين ہے۔ اور بیہقی وطبرانی میں ہے: فمضمض في الماء وأعاده في أفواه المزادتين. پانی میں کلی کر کے مشکیزوں کے منہ میں ڈال دیا اس کی برکت سے پانی سب نے پیا، جانوروں کو پلایا مگر کم نہ ہوا۔

اس حدیث میں صابی کا لفظ آیا ہے اس کے بارے میں امام بخاری بتا رہے ہیں کہ اس کے معنی ”ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے“ کے ہیں۔ عرب کے جاہل حضور اقدس ﷺ کو ”صابی“ اس بنا پر کہتے تھے کہ حضور نے قریش کے مذہب کے بجائے دین ابراہیمی اختیار فرمایا تھا۔(۱)

اس حدیث میں ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ ان صحابیہ بی بی نے حالت کفر میں، حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی نہیں کی، بلکہ ادب کا لحاظ رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تو یہ کہا: ”وہ جنھیں صابی کہا جاتا ہے۔“ خود انھوں نے صابی نہیں کہا۔ اس کا فائدہ ان کو یہ ملا کہ ایمان

---

(۱) نزہۃ القاری، معمولی ترمیم کے ساتھ۔

نصیب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر بھی اگر محبوبان بارگاہ کا ادب کرتا ہے تو اسے فائدہ پہنچتا ہے۔

یہ حدیث پانی میں سرور کائنات ﷺ کے تصرف اور معجزے کی واضح دلیل ہے۔

(۱۹) عَنْ جَابِرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ- قال: عطِش الناسُ يوم الحُدَيبية و رسولُ اللّٰه -صلّى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلّمَ- بين يديه ركوةٌ فتوضَّأ منها، ثم أقبل الناسُ نحوَه فقال رسول اللّٰه -صلّى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلّمَ-: مالكم؟ قالوا يا رسولَ اللّٰه! ليس عندنا ماء نتوضّأ به و لا نشرب إلّا ما في ركوتك، قال:

فَوَضَعَ النَّبِيُّ -صلّى اللّٰه عليه وسلَّمَ- يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ العُيُونِ. قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا.

فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.(۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے (صلحِ حدیبیہ کے موقع پر) اپنا دست اقدس چھاگل (چمڑے کا پانی کا برتن) میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سب نے اس چشمہ سے پانی پیا اور وضو کیا، حضرت جابر سے دریافت کیا گیا کہ آپ حضرات کتنے تھے؟ فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو سب کو کفایت کرتا، ہم پندرہ سو تھے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام کے لیے بڑی مشکل گھڑی تھی کہ سب پیاسے تھے اور وہاں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا، مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے مختصر سے پانی میں اپنی انگشت ہائے مبارک رکھ کر اسے دریائے رحمت بنا دیا، جس سے پورا مجمع سیراب ہوا۔ اور پانی کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ حضرات ایک لاکھ بھی ہوتے تو سیراب ہو جاتے۔ اسی کی ترجمانی کی ہے ایک عاشقِ رسول نے ؎

انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ، واہ

یہ یقیناً بہت بڑی مشکل کشائی اور بہت بڑا تصرف ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۵۹۸، كتاب المغازي/ بابُ غزوة الحدَيبية، مجلس البركات، مبارك فور.

کھانے میں تصرف کی حدیث

(۲۰) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ: نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلاَثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: بِطَعَامٍ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- لِمَنْ مَعَهُ: قُومُوا، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ.

ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا.

ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا.

ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا.

ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا.

وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ، أَوْ ثَمَانُونَ - رَجُلًا.[1]

---

(۱) ❀ صحيح البخاري، ج:۱،ص: ۵۰۵، كتاب المناقب/ باب علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۲،ص:۱۷۹، كتاب الأشربة/ باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاهُ بذلك واستحباب الاجتماع على الطّعام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ جامع الترمذي، ج:۲، ص: ۲۰۳، ۲۰۴، أبواب المناقب/ باب ما جاء في أياتِ نبوة النبي -صلى الله تعالى عليه وسلم- وما قد خصَّه الله به، مجلس البركات، مبارك فور.

ترجمہ: حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابو طلحہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت انس بن مالک سے یہ فرماتے سنا کہ حضرت ابو طلحہ نے (اپنی زوجہ، یعنی حضرت انس کی والدہ) ام سُلیم سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضور بھوکے ہیں۔ تو کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انھوں نے عرض کی، ہاں ہے۔ پھر انھوں نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور ایک چادر کے ایک حصے میں اسے لپیٹ کر میرے ہاتھ کے نیچے رکھ دیا اور چادر کا دوسرا حصہ مجھے اڑھا کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں وہ کھانا لے کر گیا، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب تھے تو میں انھیں کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو (ابو طلحہ کے گھر) پھر حضور چل پڑے اور میں نے حضور سے پہلے جا کر حضرت ابو طلحہ کو خبر دی کہ حضور اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔ تو حضرت ابو طلحہ نے اپنی زوجہ سے کہا: اے اُم سُلیم! رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ غریب خانے پر تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس ان کی ضیافت کے لیے کوئی چیز نہیں تو انھوں نے فرمایا اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں (کہ اس میں کیا مصلحت ہے)۔

پھر ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کے خیر مقدم کے لیے نکل پڑے اور آگے بڑھ کر سرکار سے ملاقات کی، پھر حضور کے ہمراہ اپنے گھر آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے (حضرت انس کی والدہ سے) فرمایا: اے اُم سُلیم! تیرے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہو لاؤ، تو انھوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ پھر سرکار کے حکم سے ان روٹیوں کے ٹکڑے کیے گئے اور اُم سُلیم گھی لائیں جو سالن کی جگہ کام آیا۔ پھر اللہ عزوجل نے جو کچھ چاہا رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے پر پڑھا، اور (ابو طلحہ سے) کہا کہ:

- دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ انھوں نے اجازت دی تو دس آدمیوں نے آکر وہ کھانا کھایا اور آسودہ ہو گئے۔ یہ لوگ باہر گئے،
- تو سرکار نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اور گھر میں بلا لو تو دس آدمی اور آئے اور وہ بھی تناول فرما

کر شکم سیر ہو گئے۔ یہ لوگ باہر نکلے،

● تو حضور ﷺ نے فرمایا دس کو اور بلا لو، تو دس اور بلاے گئے یہ حضرات بھی اسی کھانے میں سے لے لے کر کھانے لگے یہاں تک کہ آسودہ ہو گئے۔ یہ لوگ باہر نکلے،

● تو حضور نے فرمایا دس اصحاب کو اور اندر آنے کی اجازت دو، انھیں اجازت ملی، وہ آئے اور کھانے لگے یہاں تک کہ آسودہ ہو گئے، اس طرح باری باری سارے لوگوں نے آکر کھانا تناول کیا اور سب کے سب آسودہ ہوتے گئے، یہ لوگ ستر یا اسّی مرد تھے۔

حضرت اُم سُلیم نے سرکار کے لیے جَو کی چند روٹیاں چھپا کر بھیجی تھیں تاکہ آپ اسے تناول فرمالیں اور قوت بحال ہو جائے مگر سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت نے اپنے صحابہ کو چھوڑ کر تنہا کھانا پسند نہ فرمایا اور دعوت عام کر دی۔

چند روٹیوں کے ٹکڑے اور گھی پر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے کچھ پڑھا، پھر باذن اللہ اس میں ایسی برکت ہوئی کہ اسّی کے قریب لوگوں نے اسے تناول فرمایا اور آسودہ ہو گئے۔

یہ بلا شبہہ عالم کون میں حضور نبی مجتبیٰ ﷺ کا تصرف و اعجاز ہے۔

پھل میں تصرف کی حدیث

(۲۱) حَدَّثَنِي جَابِرٌ – رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ – صلّى الله عليه وسلَّمَ – فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِي إِلاَّ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلاَ يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِينَ مَا عَلَيْهِ فَانْطَلِقْ مَعِي لِكَيْ لاَ يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثَمَّ آخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ: انْزِعُوهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ. (۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد فوت ہو گئے اور ان کے ذمہ لوگوں کا قرض تھا تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے ذمے لوگوں کا

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص: ۵۰۵، ۵۰۶، كتاب المناقب / باب علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

قرض چھوڑ کر فوت ہوگئے اور میرے پاس جو آمدنی ہے وہ بس کھجور کے باغ کی پیداوار ہے جو کئی سالوں میں بھی ان کے قرض کی مقدار تک نہیں پہنچ سکتی، تو حضور میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت کلامی نہ کریں،

حضور ﷺ (تشریف لے گئے اور) کھجور کے ایک ڈھیر کے ارد گرد چل کر دعا فرمائی، پھر دوسرے ڈھیر کے گرد چل کر دعا کی اور اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، کھجور ناپ ناپ کر قرض خواہوں کو دو تو اس سے تمام قرض خواہوں کے قرض ادا ہوگئے اور مال قرض کی مقدار کھجور بچ بھی گئی۔

قرض اتنا زیادہ تھا کہ باغ کی کئی سال کی پیداوار بھی اس کی ادائگی کے لیے ناکافی تھی مگر رحمۃ لّلعالمین ﷺ نے ڈھیر پر تشریف فرما ہو کر آسمان سے برکتوں کے نزول کا رشتہ اس سے جوڑ دیا اب وہ خیر و برکت کا روز افزوں سمندر تھا جس سے کتنا بھی نکالو کوئی کمی نہ واقع ہو، بلکہ اور اضافہ ہوتا چلا جائے۔ سالہا سال کی پیداوار کی مقدار نکل جانے کے بعد بھی اتنا بچ رہا جو برسہا برس کی پیداوار سے حاصل ہوتا۔ یہ کھجوروں میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف کی روشن دلیل ہے، آپ نے ڈھیروں کے چاروں طرف پہلے گردش فرمائی تاکہ برکت اس حصار کے اندر رہے، باہر فضاؤں میں بکھر نہ جائے۔

لکڑی کی بے قرار شاخ کو قرار عطا فرمانا

(۲۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- كَانَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلّمَ- يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ.[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر بن گیا تو سرکار ستون کو چھوڑ کر منبر پر (خطبہ دینے کے لیے) تشریف لے گئے اس کے باعث وہ ستون رونے لگا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر اپنا دستِ شفقت پھیرا (تو وہ چپ ہوگیا۔)

(۲۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- أَنَّ النَّبِيَّ -صلّى الله عليه

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص: ۵۰۶، كتاب المناقب/ باب علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

وسلَّمَ- كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ ، أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، أَوْ رَجُلٌ - يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا، قَالَ: إِنْ شِئْتُمْ، فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا.(۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھجور کے ایک ستون سے (خطبہ کے وقت) ٹیک لگایا کرتے تھے، ایک انصاری خاتون یا مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنادیں، حضور نے فرمایا: چاہو تو بنا سکتے ہو۔ تو انھوں نے آپ کے لیے منبر تیار کر دیا، جب جمعہ کا دن آیا، سرکار منبر پر تشریف لے گئے تو کھجور کا وہ ستون بچے کی طرح رونے لگا، یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اسے اپنے سینے سے یوں لگا لیا جیسے روتے ہوئے بچے کو چپ کرایا جاتا ہے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے رونے لگا کہ اپنے پاس ذکر سنا کرتا تھا۔

ہم اہل محبت اسے بھی سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف مانتے ہیں کہ آپ نے کھجور کی شاخ پر ٹیک لگا کر اذن الٰہی سے اس میں زندگی کی روح پھونک دی، اسے انسانوں جیسا صاحبِ فہم وادراک بنادیا، اور اس کے نہاں خانے میں اپنی محبت کی چاشنی ڈال دی یہی وجہ ہے کہ اسے فراق رسول کا احساس ہوگیا اور زبانِ رسالت سے ذکر الٰہی سننے کی لذت سے محرومی پر تڑپ اٹھا اور بچوں کی طرح رونے لگا

استن حنانہ از ہجر رسول　　بانگ می زد ہم چو ارباب عقول

پھر جب محبوب رب العالمین نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا تو اس کی تسکین ہوگئی اور روتے، روتے چپ ہوگیا جیسے روتے بچے سینے سے لگا لینے کے بعد آہستہ آہستہ چپ ہوجاتے ہیں۔

لکڑی کی روتی ہوئی شاخ کو سینے سے لگا کر تسکین وقرار عطا فرمانا یقیناً صاحبِ اختیار رسول کا تصرف واعجاز ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص: ۵۰۶، كتاب المناقب/ باب علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

شیطانوں پر قدرت وتصرف کی دلیل

(۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلاَتِي فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ"(۱) فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا.(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سرکش جن نے رات اچانک مجھ پر حملہ کر دیا تاکہ نماز فاسد کردے، تو اللہ نے مجھے اس پر قابو دیا اور میں نے اسے پکڑ لیا، پھر میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب لوگ اسے دیکھو، اتنے میں مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا یاد آئی: "اے رب مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہو"۔ تو میں نے اسے ذلت وخواری کے ساتھ بھگا دیا۔

مسلم شریف کی حدیث میں: "إن الله أمكنني منه فذعتُّهُ" ہے یعنی اللہ نے مجھے قدرت عطا فرمائی اور میں نے اس سرکش جن کا گلا سختی سے دبا دیا۔

سرکش جن نے اپنی بے پناہ قوت کے باوجود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اچانک حملہ کیا وہ بھی اس وقت جب آپ نماز میں "كأنك تراه"(۳) کی استغراقی کیفیت میں تھے مگر آپ نے اللہ کی دی ہوئی طاقت سے نہ صرف یہ کہ اس کا ناپاک حملہ ناکام کیا، بلکہ اس کو پکڑ کر سختی سے اس کا گلا بھی دبوچ دیا اور بعد میں اسے ذلت کے ساتھ بھاگنے پر بھی مجبور کر دیا۔

یہ شیطانوں پر آپ کی قدرت وتصرف کی دلیل ہے۔

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة صٓ: ۳۸، الآية: ۳۵.

(۲) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۴۸۶، ۴۸۷، كتاب الأنبياء/ بابُ قولِ الله عز وجل: وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۲۰۵، كتاب المساجد ومواضِعِ الصلاة/ باب جواز لعن الشيطان في أثناء الصلاة، مجلس البركات، مبارك فور.

(۳) صحيح البخاري، ج:۱، ص: ۱۲، كتاب الإيمان/ بابُ سؤالِ جبريل النبي عن الإيمان، مجلس البركات، مبارك فور.

خوشۂ جنت پر تصرف

(۲۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا- قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- فَصَلَّى قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْنَاكَ تُنَاوِلُ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، قَالَ:إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے "نمازِ خسوف" پڑھی، صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ، ہم نے دیکھا کہ آپ کچھ لے رہے ہیں، پھر دیکھا کہ پیچھے ہٹ گئے، تو حضور نے فرمایا کہ مجھے (اس جگہ) جنت کا مشاہدہ کرایا گیا تو میں نے جنت کے انگور کا ایک خوشہ ہاتھ میں لیا (پھر چھوڑ دیا) اور اگر میں اسے لے لیتا تو تم لوگ اسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا حضور سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ تصرف واقتدار جنت تک دراز ہے۔

درختوں پر اختیار و تصرف

(۲۶) عَنْ عُبادةَ بن الوليد بن عُبادةَ بن الصّامت قَالَ: خرجتُ أنا وَأبي نَطلبُ العلمَ . . . حتى أتينا جابرَ بن عبد الله في مسجدِهِ فقال . . . سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- يَقْضِي حَاجَتَهُ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ.

فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم- إِلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ: «انْقَادِى عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ». فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الأُخْرَى فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ: « انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللهِ ». فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذَلِكَ حَتَّى

(۱) صحيح البخاري، ج:۱،ص: ۱۰۳، كتاب الأذان/ بابُ رفعِ البصر إلى الإمام في الصّلاة، مجلس البركات، مبارك فور.

إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا لَأَمَ بَيْنَهُمَا -يَعْنِي جَمَعَهُمَا- فَقَالَ «الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ». فَالْتَأَمَتَا.

قَالَ جَابِرٌ: فَخَرَجْتُ أُحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يُحِسَّ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- بِقُرْبِي فَيَبْتَعِدَ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: فَيَتَبَعَّدَ - فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- مُقْبِلاً وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا، فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- وَقَفَ وَقْفَةً فَقَالَ بِرَأْسِهِ هَكَذَا - وَأَشَارَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ بِرَأْسِهِ يَمِينًا وَشِمَالاً - ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيَّ . . .

قَالَ: فَأَتَيْنَا الْعَسْكَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- «يَا جَابِرُ نَادِ بِوَضُوءٍ». فَقُلْتُ: أَلاَ ! وَضُوءَ ، أَلاَ ! وَضُوءَ ، أَلاَ ! وَضُوءَ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: مَا وَجَدْتُ فِي الرَّكْبِ مِنْ قَطْرَةٍ.

وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُبَرِّدُ لِرَسُولِ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- الْمَاءَ فِي أَشْجَابٍ لَهُ عَلَى حِمَارَةٍ مِنْ جَرِيدٍ قَالَ: فَقَالَ لِيَ: «انْطَلِقْ إِلَى فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ الأَنْصَارِيِّ فَانْظُرْ هَلْ فِي أَشْجَابِهِ مِنْ شَيْءٍ». قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيهَا، فَلَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلاَّ قَطْرَةً فِي عَزْلاَءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْ أَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلاَّ قَطْرَةً فِي عَزْلاَءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْ أَنِّي أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ.

قَالَ: «اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ». فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِشَيْءٍ لاَ أَدْرِي مَا هُوَ وَيَغْمِزُهُ بِيَدَيْهِ ثُمَّ أَعْطَانِيهِ فَقَالَ: «يَا جَابِرُ نَادِ بِجَفْنَةٍ» . فَقُلْتُ: يَا جَفْنَةَ الرَّكْبِ. فَأُتِيتُ بِهَا تُحْمَلُ فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- بِيَدِهِ فِي الْجَفْنَةِ هَكَذَا فَبَسَطَهَا وَفَرَّقَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ وَضَعَهَا فِي قَعْرِ الْجَفْنَةِ وَقَالَ: «خُذْ يَا جَابِرُ فَصُبَّ عَلَيَّ وَقُلْ: بِاسْمِ اللّٰهِ». فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: بِاسْمِ اللّٰهِ.

فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَوَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- ثُمَّ

فَارَتِ الْجَفْنَةُ وَدَارَتْ حَتَّى امْتَلأَتْ فَقَالَ: «يَا جَابِرُ نَادِ مَنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِمَاءٍ». قَالَ: فَأَتَى النَّاسُ فَاسْتَقَوْا حَتَّى رَوُوْا قَالَ: فَقُلْتُ: هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ لَهُ حَاجَةٌ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلّم- يَدَهُ مِنَ الْجَفْنَةِ وَهِيَ مَلأَى.[1]

ترجمہ: عُبادہ بن ولید بن عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد طلبِ علم کے لیے نکلے ... تو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی مسجد میں آئے، انھوں نے (ایک حدیث طویل بیان کرتے ہوئے یہ بھی) بتایا:

(الف) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، راستے میں ایک کشادہ وادی میں ٹھہرے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضاے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور میں حضور کے پیچھے پانی کا برتن لے کر گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردے کی جگہ ڈھونڈھی مگر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے قضاے حاجت کے وقت پردہ کر سکیں، وادی کے کنارے دو درخت تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک ڈالی پکڑ کر فرمایا:

"اللہ کے اذن سے میری اطاعت کرو"۔

تو وہ درخت مطیع ہو کر آپ کے ساتھ یوں چلنے لگا جیسے وہ اونٹ جس کی ناک میں نکیل ہو تابع ہو کر چلتا ہے اور شتربان اسے جدھر کھینچتا ہے، پھر سرکار علیہ التحیۃ والثناء دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی بھی ایک ڈالی پکڑ کر فرمایا:

"اللہ کے اذن سے میری اطاعت کرو"

تو وہ بھی آپ کے ساتھ اسی طرح مطیع ہو کر چلنے لگا۔ یہاں تک کہ جب سرکار دونوں کے درمیان آدھے آدھ کی مسافت پر آ گئے تو دونوں کو یک جا کر کے فرمایا:

"اللہ کے اذن سے تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل جاؤ"

تو دونوں مل گئے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں تیز، تیز چلتے ہوئے اس خیال سے نکلا کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام مجھے اپنے قریب محسوس کر کے دور چلے جائیں۔ پھر میں بیٹھ کر دل میں سوچنے لگا، کچھ دیر کے بعد سر اٹھایا تو دیکھا کہ

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۲، ص: ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ملتقطا، كتاب الزهد/ باب حديث جابر الطويل، مجلس البركات، مبارك فور.

رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں، اور وہ دونوں درخت الگ الگ ہو کر اپنے اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ذرا سا ٹھہر کر (درختوں کو) سر سے دائیں، بائیں (جانے کا) اشارہ فرمایا۔ پھر سرکار میرے پاس تشریف لائے۔

(ب) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم لوگ لشکر میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! پانی کے لیے اعلان کردو (کہ حاضر کیا جائے) تو میں نے کہا: "آگاہ! پانی لاؤ، سنو! پانی لاؤ، سنو! پانی لاؤ۔"

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! مجھے تو قافلے میں ایک قطرہ بھی پانی نہ ملا۔ ہاں! ایک انصاری صحابی ایک پرانا مشکیزہ درخت کی شاخ میں لٹکا کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے (ان کے بارے میں) مجھ سے فرمایا کہ فلاں بن فلاں انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ اس کے مشکیزے میں کچھ پانی ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے جا کر ان کے مشکیزے میں دیکھا تو اس میں بس ایک قطرہ پانی ملا، اگر میں اسے اُنڈیلتا تو گھڑے کے خشک حصے میں وہ جذب ہو جاتا، میں نے رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض حال کیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"جاؤ اور وہ مشک لے کر آؤ" میں نے وہ مشک حاضر کر دی، سرکار نے اسے اپنے دست بابرکت میں لیا اور اس سے کچھ کلام فرمانے اور دبانے لگے، میں نہیں جانتا کہ آپ نے اس سے کیا کلام فرمایا، پھر وہ مشک مجھے دے کر فرمایا، اے جابر! ٹب لانے کا اعلان کردو تو میں نے یہ اعلان کر دیا۔ تو میرے پاس ایک ٹب اٹھا کر لا گیا، میں نے اسے سرکار کے سامنے رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں کشادہ کر کے دست اقدس کو ٹب کی گہرائی میں رکھ دیا اور فرمایا، اے جابر! یہ مشک پکڑو اور بسم اللہ پڑھ کر میرے ہاتھ پر پانی ڈالو تو میں نے بسم اللہ پڑھ کر حضور کے دست مبارک پر پانی ڈالا، میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر ابلنے لگا، پھر ٹب میں بھی پانی جوش مار کر گردش کرنے لگا، یہاں تک کہ بھر گیا، تب حضور ﷺ نے فرمایا: "اے جابر! اعلان کردو کہ جسے پانی کی حاجت ہو آجائے" وہ فرماتے ہیں کہ لوگ آئے اور پانی پی پی کر سیراب ہو گئے، وہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے پکارا کہ کوئی اور بھی باقی ہے جسے پانی کی حاجت ہو۔ اس کے

بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس ٹب سے نکال لیا اور اس وقت بھی وہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔

اس حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو تصرفات و مُعجِزات کا ذکر ہے۔ **پہلا: تصرف** درختوں کی اطاعت کا اور **دوسرا: تصرف** پانی کی کثرت کا۔

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کے واقعات کثیر ہیں اور اس بارے میں کچھ احادیث گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں۔

عالم نباتات پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرفات کے یہ نمونے ملاحظہ فرمائیے کہ:

☆ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باری باری دو درختوں کی ایک ایک ڈالی پکڑ کر اطاعت کا حکم دیا تو وہ آپ کے ساتھ مسخر ہو کر کھنچتے ہوئے چلے آئے۔

☆ آپ نے دونوں درختوں کو یک جا کر کے باہم مل جانے کا حکم دیا تو دونوں مل گئے۔

☆ اور جب تک سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف فرما رہے وہ دونوں باہم مل کر آپ کے لیے آڑ بنے رہے۔

☆ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

☆ اور اپنے اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے۔

☆ اور اظہر یہ ہے کہ سرکار کے سرانور کا اشارہ پا کر وہ درخت اپنی اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

تو یہ تیرہ تصرفات و معجزات ہوئے، انھی کی طرف اشارہ کیا ہے، امام ابو زکریا نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس ارشاد سے:

وفي هذا الحديث مُعجِزَاتٌ ظاهِراتٌ لرسول الله -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ-.(۱)

اس حدیث میں یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات ہیں۔

(۲۷) عن ابن عباس قال: جاء أعرابي إلىٰ رسول الله -صلى الله عليه و سلم- فقال: بم أعرف أنك نبي ؟ قال: إن دعوت هذا العذق من هذه النخلة تشهد أني

(۱) المنهاج شرح الصحيح لمسلم بن الحجّاج، ج:۲، ص:۴۱۸، باب حديث جابر الطويل، مجلس البركات، مبارك فور.

رسول الله ؟ فدعاه رسول الله -صلى الله عليه و سلم- فجعل ينزل من النخلة حتى سقط إلى النبي -صلى الله عليه و سلم- ثم قال: ارجع، فعاد فأسلم الأعرابي. قال أبو عيسىٰ: هذا حديث حسن غريب صحيح.[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "اگر میں اس درخت خرما کے خوشے کو بلادوں تو تم شہادت دوگے کہ یقیناً اللہ کا رسول ہوں۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلایا، تو وہ درخت خرما سے اترنے لگا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آگرا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "واپس لوٹ جاؤ" تو وہ لوٹ گیا، یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن، غریب، صحیح ہے۔

اور غیر مقلدوں کے امام شیخ البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا۔

فرمان رسالت سن کر درخت پر لگے خوشہ خرما کا خود سے ٹوٹ جانا، درخت سے اترنا اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہونا، پھر واپسی کا حکم سن کر لوٹ جانا، درخت پر چڑھنا اور اپنی جگہ سیٹ ہوجانا بلاشبہہ عالم نباتات میں سرکار علیہ التحیۃ والثنا کے متعدّد تصرفات و معجزات ہیں۔

قرآن حکیم کی منقولہ آیات اور احادیث نبویہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاے کرام کو باِذن اللہ عالم میں تصرف کی قدرت حاصل ہے دشمن کو شکست دینا، اپنوں کو فتح عطا کرنا، مشکلات میں پھنسے لوگوں کی دستگیری کرنا، مادر زاد اندھوں کو بینائیِ چشم عطا کرنا، مریضوں کو شفا دینا، لوہے کو موم بنادینا، زمین کے خزانوں کی کنجیاں اپنے پاس رکھنا یہ سب کھلے تصرفات ہیں، جنھیں ہر صاحبِ عقل و فہم تسلیم کرتا ہے۔

مگر اس کے برخلاف جماعت وہابیہ کا موقف یہ ہے کہ اللہ کی عطا سے بھی انبیا کے لیے یہ تصرفات ماننا شرک ہے چناں چہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃُ الایمان میں لکھتے ہیں:

"عالم میں ارادے سے تصرف کرنا، اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور

---

(١) جامع الترمذي، ج:٢،ص: ٢٠٣، أبواب المناقب/ باب ما جاء في أيات نبوة النبي -صلى الله تعالى عليه وسلم- وما قد خصَّه الله به، مجلس البركات، مبارك فور.

روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کرنا، فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا کی، پیر و شہید کی، بھوت، پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، اور اس کو اِشرَاك في التصرف کہتے ہیں، یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بہ خود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"[1]

تصرفات نبوت کے تعلق سے وہابی مذہب کے یہ عقائد اور پھر ہمارے پیش کردہ نصوصِ کتاب و سنت کو ایک بار پھر پڑھ کر موازنہ کیجیے تو عیاں ہو جائے گا کہ یہ مذہب کتاب و سنت کے نصوص کے خلاف ہے۔

(۱) تقوية الإيمان، ص: ۱۹، پہلا باب: "توحید اور شرک کے بیان میں"، راشد کمپنی، دیوبند۔